مسلمانوں کی طبی خدمات

ڈاکٹر محمد نثار

طب عربی زبان کا لفظ ہے اوراس کے معنی ہیں جھاڑ پھونک اور ٹوٹے ٹوٹکے وغیرہ۔حدیث شریف میں یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ایک حدیث میں" رجل مطبوب "کالفظ استعمال کیا گیا ہے،جس کے معنی ہیں:"ایسا شخص جس پر جادو کا اثر ہوا ہو"۔چونکہ یہ علم ابتداء میں جھاڑ پھونک اور مذہبی اعتقادات ونظریات پر مبنی تصورات سے شروع ہوا۔اس لئے اس کے لئے طب کا لفظ استعمال کیا جانے لگا۔طب پر زمانہ قدیم سے مذہب کا اثر رہا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں طب اور مذہب کا تعلق برقرار رہا اور آج کے اس جدید طبی دور میں بھی لوگ علاج کے لئے مذہب ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔طب جس جدید شکل میں آج ہمارے سامنے موجود ہے۔اس کو یہاں تک پہنچانے میں بے شمار طبی ماہرین کی کاوشیں شامل ہیں۔ان میں سے بعض کے نام تو تاریخ کی کتابوں میں مرقوم ہیں اور بعض کے ناموں سے بھی لوگ واقف نہیں ہیں۔طب کا سفر انسان کے ساتھ کب شروع ہوا؟اس کی کوئی قابل اعتماد شہادت نہیں ملتی۔تاہم اتنی بات ضرور ہے کہ جب سے اس کرہ ارض پر انسانی زندگی کا آغاز ہوا۔تب سے طب کا سفر بھی اس کے ساتھ شروع ہوا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ طب کا آغاز بابل اور نینوا نامی شہروں سے بھی پہلے تقریباً پانچ ہزار قبل مسیح میں ہوا تھا۔قدیم طب میں کسی بھی بیماری کے بارے میں سمجھا جاتا تھا کہ یہ بیماری اس انسان کے کسی گناہ کی وجہ سے اس پر نازل ہوئی ہے۔بعض لوگوں کا خیال تھا کہ ناقابل علاج بیماریاں کسی ماورائی طاقت کے غیض وغضب کا نتیجہ ہے اوراس کا علاج بھی وہی بالائی طاقت (دیوی دیوتا وغیرہ) ہی کرسکتی ہے۔

تمام قدیم تہذیبوں (مصری،چینی،رومی،ہندی اور یونانی) میں ایک بات قدر مشترک تھی کہ ان سب نے بیماری کو انسان کے اندر کی کسی جسمانی خرابی کے طور پر تسلیم نہیں کیا تھا بلکہ کسی ماورائی طاقت کے غیض وغضب کی کارستانی قرار دیا تھا اور یہ کہ اس کا علاج بھی اسی طاقت کے ذریعے ممکن ہے۔

دوسرے علوم وفنون کی طرح یونانیوں کو طب کی ترویج میں بھی بڑا دخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یونانی فلسفی اور سائنسدان جالینوس کو طب جدید کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔ جالینوس بقراط (۴۶۰ق م) کا شاگرد تھا۔ بقراط نے ۵۰۰ق م میں اس فن پر ایک خاندان کی اجارہ داری ختم کر کے اس کو عام کر دیا۔ اس کا نام طب کی تاریخ میں اس وجہ سے بھی یاد رکھا جائے گا کہ انہوں نے علوم وفنون کو توقعات سے ہٹا کر مشاہدات اور تجربات کے راستے پر لگا دیا اور اسی سے طبی تعلیم کی ابتداء ہوئی۔ جو بعد میں میڈیکل اسکولوں کے قیام کا سبب بنی۔ اسی بنا پر بقراط کو بابائے طبِ جدید تسلیم کیا جاتا ہے۔

یونان پر رومیوں کے حملے کے بعد اسکندریہ طبی علوم کا مرکز بنا اور یوں طبی علوم یونانیوں کے ہاتھوں سے نکل کر عیسائیوں کو منتقل ہوئے اور اب علاج معالجہ پر چرچ کا قبضہ ہوگیا۔ علاج کا طریقہ یہ تھا کہ مریض چرچ میں پادری کے سامنے "اعتراف" گناہ کر کے اپنے آپ کو بیماریوں سے نجات دلاتا تھا اور یوں علاج اور بیماری چرچ کا معاملہ بن گیا۔ اس عمل کی وجہ سے پادریوں نے بیمار لوگوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنا شروع کر دیا اور بے چارے بیمار صحت یابی کی خاطر پادریوں کا یہ ظلم برداشت کرتے رہے۔

دنیا کا پہلا شفاخانہ:...... بقراط کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ انہوں نے دنیا کے پہلے شفاخانے کی داغ بیل ڈالی تھی۔ اس نے رب الشفا کے معبد میں زائرین کے لئے ایک چھوٹا سا شفاخانہ کھول رکھا تھا۔ جس میں غریب اور نادار مریضوں کا مفت علاج کیا جاتا تھا۔ یونانی زبان میں اس شفاخانے کا نام "افتورکین" تھا، جس کے معنی بیمارستان یا اسپتال کے ہیں۔

طب عربی سے مراد صرف عربی زبان بولنے والوں کی طب نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت میں اس سے مراد طب اسلامی یعنی مسلمانوں کی طب ہے۔ کیونکہ اس زمانے میں مسلمان حکومت کی سرحدیں افریقہ، یورپ میں اسپین اور ایشیا میں ایران اور ماوراء النہر تک پھیلی ہوئی تھیں۔ لہٰذا اس زمانے میں طب پر غیر عرب مسلمانوں نے بھی کافی کام کیا۔ اس لئے اس کا نام طب عربی کے بجائے طب اسلامی زیادہ موزوں ہوگا۔

مغربی مفکرین ساتویں صدی عیسوی تا ۱۳ ویں صدی عیسوی تک کے درمیان عرصے کو "تاریک دور" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ حالانکہ عین اسی عرصے میں مسلمانوں نے پوری دنیا میں علم کی شمع کو روشن کیے رکھا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس علم کی ابتداء یونانیوں سے ہوئی۔ لیکن اس کو پروان چڑھانے میں مسلمانوں کا بڑا ہاتھ ہے۔ اس لئے کہ مسلمانوں نے یونانی کتابوں کے عربی میں ترجمے کروا کے ان پر مزید تحقیق جاری رکھی۔

۷۱۱ء میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے صرف ۸۰ سال بعد مسلمان یورپ میں داخل ہوئے اور تقریباً ۸۰۰ سال (۷۱۱ء تا ۱۴۹۲ء) تک اسپین پر حکومت کی۔ سسلی تقریباً ۲۰۰ برس تک مسلمانوں کے زیر نگین رہا۔ ۸۴۶ء میں مالٹا بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ مسلمانوں نے جن جن علاقوں کو فتح کیا، وہاں اپنے علوم وفنون کو بھی ترویج دی اور یوں انہی مفتوحہ علاقوں کے ذریعے طب اسلامی یورپ کے علاقوں تک پہنچی۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ

اسلامی علوم نے مغربی علوم کو بہت متاثر کیا اور آج بھی یورپ میں بہت سارے عربی نام استعمال کئے جا رہے ہیں، مثلاً: الجبرا، الکحل وغیرہ وغیرہ۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانے میں اسلامی علوم مغربی علوم سے کہیں زیادہ ترقی یافتہ تھے۔

علوم وفنون کی ترویج میں اسلام کا حصہ:...... مسلمانوں کے علم دوستی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جن علاقوں پر مسلمانوں نے قبضہ کیا، وہاں کے علوم کے مراکز کو نہ صرف محفوظ کیا بلکہ اس میں مزید وسعت بھی پیدا کردی۔ اس کی مثال ایران میں جندی شاہ پور کا طبی مدرسہ ہے۔ جس کو مسلمانوں نے نہ صرف جاری رہنے دیا بلکہ اس کو مزید ترقی دے کر طب اسلامی کا گہوارہ بنا دیا جہاں سے بعد میں بڑی نامی گرامی طبی شخصیات فارغ التحصیل ہوئیں۔ اس کے برعکس غیر مسلموں نے جب بھی مسلمان علاقوں پر قبضہ کیا نہ صرف وہاں کے ہزاروں مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا بلکہ ان کے علمی خزانوں کو بھی تباہ کر کے رکھ دیا۔ طب اسلامی کی ترویج واشاعت میں مسلمان حکمرانوں کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔ طبی علوم کی شاہی سرپرستی ہی کی بنا پر مسلمان اطباء تحقیق کے کام کو آگے جاری رکھنے کے قابل ہوسکے۔ ۸ ویں صدی عیسوی میں مسلمانوں نے نہ صرف یونانی علوم کو عربی جامہ پہنانا شروع کیا بلکہ ان کو ناقدانہ انداز میں پرکھا بھی۔ طب کے میدان میں مسلمانوں کی سب سے بڑی خدمت ادویات کی ایجاد ہے۔ کیونکہ عرب معالجاتی علوم میں بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ یہ عرب ہی تھے جنہوں نے نہ صرف دوا سازی کی صنعت کی داغ بیل ڈالی بلکہ ادویات کو ان کے اجزا اور خواص کے ساتھ الگ کتابی شکل میں جمع بھی کیا۔ یہ عرب ہی تھے جنہوں نے دنیا کا پہلا منظم دواخانہ قائم کیا۔ مشہور مسلمان سائنسدان جابر ابن حیان (۷۷۸ء) کو طب اسلامی کے حوالے سے ”عرب دو اسازی“ کا باپ کہا جاتا ہے۔

اسلامی دور کے شفاخانے اور اسپتال:...... مسلمان طبی میدان میں صرف تحقیق وتالیف کی طرف متوجہ نہیں ہوئے بلکہ اپنی تحقیقات کو عملی طور پر آزمایا بھی جس کے لئے جگہ جگہ شفاخانے اور اسپتال کھولے گئے تھے۔ بغداد کو ۹ ویں صدی عیسوی کا پیرس، ہوٹلوں، محلات، مساجد اور اسپتالوں کا شہر کہا جاتا ہے۔ دنیا کا پہلا منظم اسپتال عباسی خلیفہ ہارون الرشید (۷۸۶ء تا ۸۰۹) نے نویں صدی میں بغداد میں قائم کیا تھا۔ بغداد کے علاوہ مسلمانوں نے اپنے مفتوحہ علاقوں میں بھی شفاخانے تعمیر کروائے تھے۔ جن میں قرطبہ اور اسپین کے شفاخانے بہت مشہور ہیں۔ ان تمام شفاخانے میں بغیر کسی مذہبی یا نسلی امتیاز کے سب کا یکساں علاج کیا جاتا تھا۔ دور امیہ میں پہلا اسپتال ۷۰۶ء میں دمشق میں تعمیر کیا گیا تھا۔ عباسی خلیفہ المتوکل ۷۴۲ء تا ۸۶۱ء کے زمانے میں ۸۷۲ء میں قاہرہ میں پہلا اسپتال قائم ہوا۔ اس اسپتال کے علاوہ قاہرہ میں ایک اور شفاخانہ بھی قائم تھا جس میں ہر مرض کے لئے الگ الگ وارڈ قائم تھے۔ اس میں بیرونی مریضوں کے لئے ایک او پی ڈی بھی قائم تھا۔ خلیفہ المامون نے ۸۳۰ء میں بغداد میں ایک شاہی لائبریری قائم کی تھی جس کا نام بیت الحکمت رکھا گیا تھا۔ اس شاہی

لائبریری میں اس وقت کے بڑے بڑے اطباء طبی مباحث میں حصہ لیتے تھے۔اسی بیت الحکمت کے زیر انتظام یونانی کتابوں کے عربی میں ترجمے ہوتے تھے اور ہر ترجمے کے عوض مترجم کو کتاب کے وزن کے برابر سونا دیا جاتا تھا۔

مصر میں دجلہ کے کنارے ''ابن السفرات'' نامی شفا خانہ قائم ہوا جس کے چیف طبیب ثابت ابن سنان (۸۶۲ء۔۹۰۱) تھے۔اس کے ساتھ ساتھ وہ بغداد کے جملہ اسپتالوں کے انچارج بھی تھے۔انہوں نے پہلی بار گشتی شفاخانوں کا اجرا کیا۔مسلمانوں کی مذہبی رواداری کا یہ حال تھا کہ ایران میں جندی شاہ پور کے میڈیکل کالج کا منتظم اعلیٰ ایک عیسائی تھا جس کا نام جارجس تھا اور وہ اپنے زمانے میں فن طب کا استاد سمجھا جاتا تھا۔اس کے علاوہ بغداد میں ایک اور بڑا اسپتال ۹۸۱ء میں عضد الدولہ نے قائم کیا تھا جس کے انچارج مشہور طبیب اور سائنسدان ابوبکر الرازی (۸۶۴ء۔۹۲۵ء) تھے اور ان کے ماتحت تقریباً ۲۴ ڈاکٹروں کی ایک جماعت کام کرتی تھی۔جن میں ابونصر فارابی اور یعقوب الکندی کے نام قابل ذکر ہیں۔یہ اس زمانے کی ایک قسم کی میڈیکل یونیورسٹی تھی جس میں علاج کے ساتھ ساتھ میڈیکل کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔اس اسپتال میں نرسوں کی تعلیم و تربیت کا بھی انتظام تھا۔جدید تدریسی اسپتالوں کی طرح اس اسپتال میں بھی پہلے طلبائے طب مریض کا معائنہ کرتے تھے اور اگر وہ تشخیص میں ناکام ہوجاتے تو پھر طبیب الاطباء امام رازی خود مریض کا معائنہ کر کے مرض کی صحیح نشاندہی کرتے تھے۔

بغداد کے تمام اسپتالوں کے لئے ایک محتسب مقرر کیا گیا تھا۔سلطان صلاح الدین ایوبی (۴۹) (۱۱۳۸ء۔۱۱۹۳ء) نے ناطیو محل کو ایک بہت بڑے اسپتال میں بدل دیا تھا جس میں خواتین کے لئے الگ وارڈ مقرر کئے گئے تھے اور بیمار خواتین کے لئے الگ خواتین ڈاکٹر بھی متعین تھیں۔اس اسپتال میں ڈاکٹروں کے مطالعے کے لئے ایک الگ لائبریری بھی تھی جس میں ڈاکٹر فارغ وقت میں بیٹھ کر مطالعہ کرتے تھے۔قاہرہ میں سلطان المنصور نے ۱۲۸۳ء میں ایک بہترین اسپتال قائم کیا تھا جس کو ''بیمارستان المنصور'' کے نام سے موسوم کردیا گیا تھا۔اس اسپتال میں ۸ ہزار مریضوں کے لئے گنجائش رکھی گئی تھی۔جس میں الگ الگ وارڈ تھے۔ڈسچارج کرتے وقت مریض کو گھر کے علاج کے لئے پانچ پیسے بھی دیئے جاتے تھے۔ذہنی مریضوں کے لئے یورپ میں پہلا مینٹل اسپتال ۱۴۱۰ء میں قائم کیا گیا تھا جبکہ مسلمانوں نے یورپ والوں سے دوسو سال قبل ۱۲۸۷ء میں قاہرہ میں المنصور اسپتال میں مینٹل وارڈ قائم کیا تھا۔

طب کی دو اہم شخصیات:......طب اسلامی کے حوالے سے دو شخصیات ایسی ہیں جن کا ذکر نہ کرنا اس پیشے سے زیادتی ہوگی،ان میں ایک محمد بن زکریا الرازی (۸۶۰ء۔۹۳۲ء) ہیں جنہوں نے بندروں پر تجربات کر کے چیچک اور خسرہ کا علاج دریافت کیا،جبکہ دوسری شخصیت کا نام بوعلی سینا (۹۸۰ء۔۱۰۳۷ء) ہے،ان کی مشہور کتاب ''القانون فی الطب'' کئی سو سال تک یورپ کے میڈیکل کالجوں میں ٹیکسٹ بک کے طور پر پڑھائی جاتی تھی اور آج بھی پیرس یونیورسٹی کے مین گیٹ پر بوعلی سینا کے پوٹریٹ کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔سرجری پر کام کرنے والے پہلے مسلمان طبیب ابوالقاسم

الزہراوی (۹۳۰ء۔۱۰۱۳ء) ہیں۔ جنہوں نے اپنی کتاب میں جراحی کے آلات کی شکلیں بنائی اوران کے نام بتائے اسی بناپران کوامام الجراحین کہاجاتا ہے۔ان کی اس علمی کاوش ہی کی بناپراہل یورپ نے فن جراحت میں قدم رکھا۔

ڈاکٹروں کی رجسٹریشن اور تحریری امتحان:...... عباسی دور حکومت میں تمام جنرل پریکٹشنر ز کے لئے ایک سخت امتحان کو پاس کرنا ضروری قرار دیا گیا تھا۔ ۹۳۱ء میں خلیفہ المقتدر نے اپنے چیف معالج سنان ابن ثابت کو حکم دیا کہ وہ بغداد میں پریکٹس کرنے والے تمام ڈاکٹرز سے ایک تحریری امتحان لے کر ان کی چھانٹی کرے اوران کو پریکٹس کی اجازت دیں جو مطلوبہ تحریری امتحان پاس کریں، یوں انہوں نے بغداد کے تمام ڈاکٹروں سے ایک مشکل امتحان لیا اور جن لوگوں نے یہ امتحان پاس کیا ان کو ایک سرٹیفکیٹ دے کر پریکٹس کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ ایسے تمام ڈاکٹروں کو باقاعدہ رجسٹرڈ کیا گیا۔اس کا فائدہ یہ ہوا کہ بغداد نیم حکیموں سے پاک ہوگیا۔لیکن اس کے باوجود بغداد میں رجسٹرڈ ڈاکٹروں کی کل تعداد ۹۰۰ کے قریب تھی۔یہی قانون مامون اورالمعتصم کے زمانے میں بھی رائج تھا۔یہاں اس بات کا تذکرہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یورپ میں ڈاکٹروں کی رجسٹریشن کا قانون سب سے پہلے سسلی کے بادشاہ راجر دوم نے ۱۱۴۰ء میں اپنے ملک میں نافذ کیا تھا اس کے بعد فریڈرک دوم نے اس کو مزید بہتر بنا کر ۹ سالہ نصاب بھی اس میں شامل کیا اور ۱۲۸۳ء میں یہی قانون اسپین میں اور پھر ۱۳۴۷ء میں جرمنی میں بھی نافذ کیا گیا۔جس زمانے میں اہل یورپ متعدی اور چھوت کی بیماریوں سے تنگ آچکے تھے۔عین اسی زمانے میں مسلمان ڈاکٹروں نے گریناڈا (غرناطہ) میں ان بیماریوں کے پھیلنے کے اسباب دریافت کئے اور بتایا کہ متعدی بیماریاں مریض کے بہت قریب رہنے کی بناپر دوسرے صحت مند انسان کو منتقل ہوتی ہیں اور جو لوگ مریض سے دور رہتے ہیں ان کو یہ بیماری لگنے کا اندیشہ بہت کم ہوتا ہے۔

اسلامی دور کے اسپتالوں کی خصوصیات

(۱)...... علاج میں مساوات:...... اسلامی دور کے تمام اسپتالوں میں بغیر کسی نسلی، لسانی اور مذہبی امتیاز کے سب کا یکساں علاج ہوتا تھا۔بعض اسپتالوں کے انچارج غیر مسلم ڈاکٹر تھے جن کو وہ تمام مراعات حاصل تھیں جو مسلمان اطباء کو حاصل تھے۔ان غیر مسلم اطباء میں ابن آشال، جبریل بن بختی شوع ،منکہ اور ابن دھن وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

(۲)...... علیحدہ وارڈ:...... ان اسپتالوں کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ ان میں مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ وارڈ ہوتے تھے۔خواتین کے وارڈ لیڈی ڈاکٹر کے سپرد تھے۔اس کے علاوہ مختلف بیماریوں کے لئے بھی الگ الگ وارڈ ہوتے تھے۔

(۳)...... فراہمی آب:...... ان تمام اسپتالوں میں پانی کا بندوبست کیا گیا تھا، نیز غسل خانے بھی تعمیر کئے گئے تھے۔

(۴)......**اسپیشلسٹ ڈاکٹرز کی تعیناتی:**......ان تمام شفا خانوں میں ماہر ڈاکٹر متعین تھے۔نیز باہر پرائیویٹ پریکٹس کے لئے بھی صرف مستند ڈاکٹروں کو اجازت نامے جاری کئے گئے تھے۔

(۵)......**تدریسی اسپتال:**......یہ اسپتال صرف علاج معالجے کے لئے مختص نہیں تھے بلکہ ان میں طلباء کو تربیت بھی دی جاتی تھی۔

(۶)......**مریضوں کی ہسٹری اور ریکارڈ:**......تاریخ میں پہلی بار ان اسپتالوں میں مریضوں کا ریکارڈ رکھا گیا۔

(۷)......**ادویات کی فراہمی:**......ان تمام اسپتالوں میں دواخانے اور میڈیکل اسٹور کھولے گئے تھے جن میں تمام ضروری ادویات موجود ہوتی تھیں تاکہ مریض یا ڈاکٹر کو دوائی کے حصول میں کوئی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

مقام تعجب ہے کہ یورپ والے مسلمانوں کے اس سنہرے دور کو "تاریک دور" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔حالانکہ طبی میدان میں اہل یورپ مسلمانوں کے خوشہ چیں ہیں۔جب یورپ میں لوگ علاج معالجے کے تصور سے بھی ناواقف تھے،مسلم دنیا میں اس وقت بھی بڑے بڑے اسپتال قائم تھے،جو عوام کو مفت علاج فراہم کرتے تھے۔

☆......☆......☆

ابتدا میں امریکہ نے اس کے لیے دو راستوں کا چناؤ کیا ہے:ایک راستے پر غیر محسوس طریقے سے ایک اقلیتی مذہب کے ادارے آغا خان فاؤنڈیشن کے ذریعے پاکستان کے تعلیمی اور امتحانی نظام کو خرید کر آغا خان یونیورسٹی بورڈ کے ساتھ منسلک کیا جس کا عمل بتدریج جاری ہے،اس سلسلے میں امریکی سفیر نینسی پاؤل اور آغا خان فاؤنڈیشن کے شمس الحق لاکھانی کے درمیان باقاعدہ تحریری معاہدہ ہوا ہے جس پر پاکستانی وزیر تعلیم محترمہ زبیدہ جلال نے بھی دستخط کیے ہیں۔امریکی سفیر نے اس بات پر زور دیا ہے کہ تعلیمی نظام کو بتدریج جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے گا جس کے لیے ساڑھے چار سو لاکھ ڈالرز دینے کے معاہدے پر دستخط ہوئے۔زبیدہ جلال صاحبہ کے دستخط اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ حکومت پاکستان نے بھی اس معاہدے کو تسلیم کرلیا ہے۔دوسرے راستے سے امریکہ نے براہ راست شعبہ تعلیم کی اصلاحات کے لیے پاکستان کو دس کروڑ ڈالرز کی خطیر رقم جاری کی ہے اور اسی مقصد کے لیے ہالینڈ نے بھی سسٹینبل ڈویلپمنٹ انسٹیٹیوٹ (SDP) کو ایک کثیر رقم دی ہے جس کا مقصد نصاب تعلیم میں اصلاحات لانا ہیں۔

ساتھ یہ بھی واضح ہو کہ ۱۸ اپریل ۲۰۰۴ء کو امریکہ کی سلامتی کونسل کی مشیر لیزا رائس کا گیارہ ستمبر کے واقعے کی تحقیقات کے لیے قائم کردہ کمیشن کے سامنے دیا جانے والا بیان بھی ریکارڈ پر موجود ہے۔جس میں اُنہوں نے کہا تھا کہ:

"مسلم ممالک میں امریکہ کے خلاف پائی جانے والی نفرت کو دور کرنے کے لیے بش انتظامیہ کام کررہی ہے،اس سلسلے میں مشرق وسطیٰ کے ممالک میں جمہوریت لانے کی کوششوں کے علاوہ تعلیمی اصلاحات بھی لائی جارہی ہیں،اسلامی ممالک میں تعلیمی اصلاحات لانا ہماری پالیسی کا حصہ ہے اور پاکستانی خاتون وزیر تعلیم اس سلسلے میں امریکہ سے تعاون کررہی ہے۔" (دینی مدارس کا مقدمہ،از حضرت ناظم اعلیٰ وفاق المدارس)